QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

قرآن مجید کی پیشن گوئیاں: تاریخی وجدید علمی تناظر میں ایک تحلیلی جائزہ

Prophecies of the Future in the Holy Qur'an: A Modern Scholarly & Historical Study

Muhammad Abdullah Bodla

Doctoral Candidate, Dept. of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur.

Email: bodla.abdullah@gmail.com

Dr.Hafsah Ayaz Qureshi

Lecturer, Dept. of Islamic and Oriental learning, Fatima Jinnah Women University, Rawalpindi. Email: hafsa_ayyaz@fjwu.edu.pk

Malik Akhtar Hussain

Assistant Professor, Department of Pakistan Studies. Allama Iqbal Open University, Islamabad. Email: a.hussain@aiou.edu.pk

The article explores the prophetic elements within the Quran that relate to future events. This scholarly work delves into the intricacies of how the Quran, beyond being a religious text, serves as a source of guidance through its predictions about the future. The focus of the analysis is on specific verses that scholars and believers argue contain knowledge of future happenings, underscoring the divine nature of the text. The article begins with a historical overview of prophetic literature in Islamic tradition, establishing a foundation for understanding the Quran's place within it. It categorically examines various predictions purportedly made in the Quran, ranging from cosmological phenomena to social changes and significant events that have occurred over the centuries. Each example is meticulously analyzed, with references to classical and contemporary Islamic scholarship to interpret these verses.

Key discussions in the article include the interpretation of Qur'anic verses that are believed to predict scientific discoveries and major world events. Additionally, the article addresses the challenges of translating and interpreting predictive verses, considering linguistic nuances and the context in which these verses were revealed. It discusses the broader implications of these interpretations on the faith of believers and the scholarly discourse surrounding the predictive nature of sacred texts. The conclusion reflects on the impact of these prophecies on Islamic theology and on the broader

conversation about religion and prophecy in the modern world. It raises questions about the role of divine foresight in contemporary faith and how these ancient predictions continue to resonate with or challenge modern believers and skeptics alike. Overall, the article offers a comprehensive and balanced examination of the prophetic aspects of the Quran, providing readers with insights into both the spiritual and intellectual dimensions of understanding future predictions within a religious framework.

Keywords: Qur'anic Prophecies, Islamic Eschatology, Theological Prediction, Qur'anic Exegesis, Miracles in Quran.

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جب اس وسیع کائنات کو وجود بخشا تو جہاں اس کی مادی غذا کے لیے ہر طرح کا سامان مہیا فرمایا وہیں اس کی روحانی غذا کا بھی انتظام فرمایا، اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسانوں ہی میں سے چند برگزیدہ ہستیوں کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام جہاں پہلے انسان تھے وہیں سب سے پہلے نبی بھی تھے، انسانوں کی ضرورت کے مطابق پیغمبروں کو بھیجا جاتا رہا مختلف پیغمبروں پر اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل فرمائیں جو اللہ کی جانب سے انسانوں کے لیے ہدایت ناموں کی حیثیت رکھتی تھیں، بہت سی قوموں نے آسمانی ہدایت ناموں میں تحریف کر کے ان کی شکل وصورت ہی بدل ڈالی، حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر سارے انسانوں کا آخری ہدایت نامہ نازل فرمایا جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے لی۔

قرآن خدا کی عظیم کتاب ہے جو اپنے اندر عظمت کے ان گنت پہلو رکھتی ہے، قرآن علم وحکمت کا سرچشمہ ہے، جس سے ساری انسانیت نے علم وآگہی سے آشنائی حاصل کرلی، قرآن کریم اعجاز بیانی وعلمی کے ساتھ رشد وہدایت، علم وفکر، اخبار بالغیب، امم سابقہ کا تذکرہ، غلط تصورات اور معتقدات کی تصحیح، تخلیقِ انسان اور کائنات کے اسرار، خدا کی مخلوقات کی خصوصیات، طبیعتِ انسانی کے رجحانات اور صلاحیتوں، اعمالِ انسانی کے نتائج واثرات اور اس طرح کے انسان کی زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ یہ ایک انقلاب آفریں کتاب ہے جس نے انتہائی مختصر عرصہ میں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا کیا، قرآن فصاحت وبلاغت کا عظیم شاہکار ہے جس نے فصحائے عرب کا ناطقہ بند کر دیا، قرآن ایک حیرت انگیز اور عجائبات سے معمور کتاب ہے، قرآن پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا گیا، اب بھی مسلسل لکھا جارہا ہے اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا لیکن اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہونگے "لاتنقضي عجائبه"۔[1]

یہ کتاب ہر اعتبار سے عجیب وغریب اور اعجاز صفت ہے، اس کے الفاظ واسالیب بھی حیرت انگیز اور معجزہ ہیں اور اس کے علوم کی وسعت بھی حیرت انگیز اور مظہر اعجاز ہے، اس کا نظام حفاظت بھی حیرت انگیز اور ایک مستقل معجزہ ہے، یہ کتاب اس اعتبار سے بھی حیرت انگیز ہے کہ یہ دنیا کی مخدوم ترین کتاب ہے، اس کتاب پر جتنا کام کیا گیا ہے اور جن جن زاویوں سے کیا گیا ہے، اتنا کام کسی بھی کتاب پر بشمول تمام آسمانی کتب کے نہیں کیا گیا سینکڑوں زبانوں میں ترجمہ کا معاملہ ہو یا مختلف انداز کی تفاسیر، کتابت وطباعت میں

[1] Abō A'bdullah muḥammad bin a'bdullah bin muḥammad ḥākim, al-mustadrak a'la al-ṣaḥīḥain (Beirūt: Dār al-kutab al-'ilmiyah, 1411 A.H), raqam al-ḥadīth: 2040

ندرت و وسعت ہو کہ قدیم نادر و نایاب نسخوں کا تحفظ، لاکھوں سینوں میں قرآن کے محفوظ ہونے کی بات ہو کہ علوم القرآن کے نام سے پھیلے علوم کی کثرت مختلف آوازوں میں تلاوت قرآن کی ریکارڈنگ ہو یا قرآن کے مختلف گوشوں پر تحریری سرمایہ کی کثرت، ہر لحاظ سے قرآن دنیا کی مخدوم ترین کتاب ہے۔ قرآن مجید صرف اپنے الفاظ و ترکیب اور فصاحت و بلاغت ہی کے اعتبار سے معجزہ نہیں ہے؛ بلکہ وہ اپنے الفاظ اور ترکیب میں بھی معجزہ ہے، اپنے معانی و مضامین میں بھی، اپنے اعلیٰ علوم و معارف میں بھی، معلومات غیبی اور حقائق ابدی میں بھی، اپنی پیش کی ہوئی مذہبی و اخلاقی و معاشرتی اور مدنی تعلیمات میں بھی، اپنے اثرات و انقلابات میں بھی، اپنی پیشینگوئیوں اور اخبار میں بھی معجزہ ہے مگر جب صرف الفاظ میں جو اس کے اعجاز کامل کا صرف ایک پہلو اور گوشہ ہے کوئی مقابلہ نہیں ہو سکا تو اس کے اعجاز کامل میں کیا مماثلت ہو سکتی ہے؟۔

تعارف:

قرآنِ حکیم کے معجزات میں اعجاز کے کئی پہلو ہیں، ایک پہلو قرآنی حقائق کی ابدیت اور قطعیت ہے، یہ ابدیت اور قطعیت حقیقت میں علم الٰہی اور کتب الٰہیہ کا خاصہ ہے، تغیر اور اشتباہ انسانی علم اور انسانی معلومات کے لوازم میں سے ہیں، چونکہ قرآن مجید پورے طور پر محفوظ ہے اس لیے اس کے حقائق کی ابدیت اور قطعیت میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ مذہب اور مذہبی کتابوں میں جب انسانی دستبرد اور مداخلت شروع ہو جاتی ہے تو اس میں بہت سی ایسی چیزیں داخل ہو جاتی ہیں جن کی صحت کی ضمانت خدا کی طرف سے نہیں ہو گی، اس وقت اس میں انسانی علوم اور نظریات داخل ہو جاتے ہیں اور چونکہ انسانی علم غیر معصوم، غیر قطعی اور محدود ہے اس لیے ان صحیفوں کی قطعیت اور ان کے حقائق کی ابدیت قائم نہیں رہتی۔ قرآن مجید اول سے لیکر آخر تک ابدی اور قطعی ہے؛ اس میں انسانوں کے تغیر پذیر نظریات اور ان کے تحقیقات و تجارب شامل نہیں، دنیا کے علوم و فنون جس قدر ترقی کریں طبعیات اور فلکیات میں انسانوں کے نظریات جو شکل بھی اختیار کریں، زمین مرکز کائنات ثابت ہو یا آفتاب، زمین مسطح ثابت ہو یا کروی الشکل، سیاروں پر آبادی اور عوالم کا تعدد ثابت ہو یا نہ ہو، قرآن کے حقائق پر کوئی اثر نہیں پڑتا، وہ بطلیموسی نظام نہیں ہے جو نظام کوپرنیکی سے باطل ہو جائے۔

تاریخ میں ہمیں بہت سے ایسے ذہین اور حوصلہ مند لوگ ملتے ہیں جنہوں نے اپنے یا دوسرے کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر پیشین گوئی کی جرات کی ہے، مگر ہمیں معلوم ہے کہ زمانے نے بھی ایسے لوگوں کی تصدیق نہیں کی، موافق حالات، غیر معمولی صلاحیت، اعوان و انصار کی کثرت اور ابتدائی کامیابیوں نے اکثر لوگوں کو اس دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ وہ ایک ایسے انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں جو عین اس کی مرضی کے مطابق ہے۔ انہوں نے فوراً ایک یقینی انجام اور ناقابل قیاس حالات میں بھی قرآن کے الفاظ اس طرح صحیح ثابت ہوئے کہ ان کی توجیہہ کے لئے تمام انسانی علوم بالکل ناکافی ہیں۔ ہم انسانی تجربات کی روشنی میں کسی طرح ان کو سمجھ نہیں سکتے، ان کی توجیہہ واحد صورت صرف یہ ہے کہ ان کو غیر انسانی ہستی کی طرف منسوب کیا جائے۔

یہ قرآنِ مجید کا اعجاز ہے کہ اس میں متعدد مقامات پر حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ایسی غیبی اخبار کو بیان کروایا گیا ہے کہ جو بعد میں ہو بہو ثابت ہوئیں اور اس سے قرآنِ مجید کی جلالتِ شان لوگوں کے قلوب و اذہان میں مسلم قرار پائی، ان اخبارِ غیبیہ میں سے چند کا ذکر مندرجہ ذیل ہے:

1: مسجدِ حرام میں داخلے سے متعلق غیبی خبر:

ارشادِ ربانی ہے:

"لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا "۔[2]

"بیشک اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب سچ کر دیا۔ اگر اللہ چاہے توتم ضرور مسجد حرام میں امن وامان سے داخل ہو گے، کچھ اپنے سروں کے بال منڈاتے ہوئے اور کچھ بال ترشواتے ہوئے، تمہیں کسی کا ڈر نہیں ہو گا۔ تو اللہ کو وہ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں تو اس نے مکے میں داخلے سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ہے"۔

نبی اکرم ﷺ نے واقعہ حدیبیہ سے پہلے مدینہ شریف میں اپنے اصحاب اکرام کو یہ بشارت دی کہ آپ ان اصحاب کرام کے ہمراہ مسجد حرام شریف میں داخل ہوں گے، لہذا صحابہ کرام نے سال حدیبیہ ہی کو اس پیش گوئی کا مصداق سمجھ لیا تھا مگر جب مشرکین مکہ نے انہیں حرم شریف میں داخل ہونے سے روک دیا تو انہیں بہت گراں گزرا، چنانچہ اللہ تعالی نے ان کی حدیبیہ سے واپسی کے موقع پر سورہ فتح نازل فرمائی جس میں یہ آیت بھی شامل تھی۔[3] اللہ تعالی نے انہیں یہ خبر دی کہ وہ اس واقعہ کے بعد عنقریب حرم شریف میں داخل ہوں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا جس طرح کہ انہیں پیشین گوئی کی گئی تھی اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "یہ ہے اس پیشین گوئی کا مصداق جو میں نے تمہیں دی تھی"۔[4]

2: اہلِ روم کی فتح کی غیبی خبر:

اللہ پاک نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"الٓمٓ۔غُلِبَتِ الرُّوْمُ"۔

"الم۔ رومی مغلوب ہو گئے"۔

اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ کے ذریعے یہ پیشین گوئی فرمائی کہ رومی اگلے چند سالوں میں اہل فارس پر غالب آجائیں گے یہ عرصہ تین سے نو سال کا بنتا تھا، چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی تھی۔ اس پیشین گوئی کا پس منظر یہ ہے کہ رومی اہل کتاب اہل فارس مشرکین کی طرح اہل کتاب نہ تھے جب بھی رومیوں اور فارسیوں کے درمیان محاذ آرائی ہوتی مشرکین اہل فارس کو رومیوں پر غالب آنے کی شدید خواہش رکھتے اور ان کی فتح مندی پر خوش ہوتے، وہ اس سے مسلمانوں پر غلبہ کی فال کہتے تھے، چنانچہ کسری نے ایک لشکر رومیوں کے مقابلے کے لئے بھیجا جس کی رومیوں کے ساتھ اذرعات اور بصریٰ کے علاقے میں مڈ بھیڑ ہوئی۔ اس جنگ میں اہل ایران کو رومیوں پر غلبہ حاصل ہوا تو مشرکین عرب نے اس پر خوشی کا اظہار گیا مگر مسلمانوں کو یہ امر ناگوار گزرا۔ پس اللہ تعالی نے سورہ کریمہ "الم غلبت الروم "نازل ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سورہ کے نزول اور رومیوں کے غلبے کی خبر مشرکین کو دی تو ان میں سے امیہ بن خلف یا ابی بن خلف نے حضرت ابو بکر سے کہا:"آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں"۔ آپ نے اسے جواب دیتے ہوئے فرمایا:"اے دشمن خدا تم جھوٹے ہو"، اس نے کہا: میرے ساتھ دس اونٹوں کی شرط پر ایک میعاد مقرر کر لو، ہم میں سے جو

---

[2]Al-fatḥa: 27

[3]Abū al-fidā' ismā'īl bin u'mar ibn-e-kathīr, tafsīr al-qurān al-a'ḍīm (Beirūt: dar al-ma'rifah, 1400 A.H), Al-rōm: 1,2

[4]A'lī bin muḥammad bin ibrāhīm bin u'mar bin khalīl khāzin, lubāb al-tāwīl fī ma'ānī al-tanzīl (Beirūt: dar al-ma'rifah), 161/4

سچا ثابت ہو گا یہ دس اونٹ اس کے ہوں گے۔[5] یہ واقعہ (تحریم تمار جوئے کی حرمت) سے پہلے کا ہے، دونوں نے تین سال کی مدت پر اتفاق کر لیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس شرط کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو کی تو آپ نے فرمایا کہ مدت میں اضافہ کر لو نیز اونٹوں کی تعداد بھی بڑھا لو کیونکہ اللہ پاک نے "فی بضع سنین" فرمایا ہے جو تین سے نو سال کا عرصہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے اونٹوں کی تعداد سو کر دی اور عرصہ شرط بھی نو سال تک بڑھا دیا۔ بعد ازاں اہل روم حدیبیہ کے سال ایرانیوں پر غالب آ گئے، جبکہ نو سال کی معیاد میں تجاوز بھی نہ ہوا اس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے مذکورہ اونٹ امیہ سے وصول کر لیے، کیونکہ وہ جنگ بدر میں قتل ہو گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق کو یہ اونٹ ان کی بات سچی ثابت ہونے اور مشرکین کی بات جھوٹی نکلنے پر بطور شکرانہ صدقہ کرنے کا حکم دیا۔[6]

3: اصحاب رسول ﷺ کو خلافت ملنے کی غیبی خبر:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ"۔[7]

"اللہ نے تم میں سے ایمان والوں اور اچھے اعمال کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ ضرور ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو خلافت دی ہے اور ضرور ضرور اِن کے لیے ان کے اُس دین کو جما دے گا جو ان کے لیے پسند فرمایا ہے اور ضرور ضرور ان کے خوف کے بعد ان (کی حالت) کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ نافرمان ہیں"۔

اس آیت کریمہ میں یہ پیشین گوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اصحاب رسول ﷺ کو زمین میں خلفاء بنا کر انہیں زمین کا مالک بنائے گا۔ اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کی جائے گی، یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ کرام کے حق میں نازل ہوئی، چنانچہ ان صحابہ کرام کو خلافت صدیقی میں اہل ارتداد پر غلبہ حاصل ہوا، خلافت فاروقی اور بعد کے زمانے میں ایران مغلوب ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ایک بڑے حصے پر انہیں تسلط عطا فرمایا اور ان کی حالت خوف کو بدل کر امن قائم فرما دیا[8] جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بشارت دی تھی نیز ان کے دین کو زمین کے مشارق مغارب میں استحکام بخشا اور صحابہ کرام اس زمین کے حاکم بنے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"زويت لي الأرض فاريت مشارقها ومغاربها و سيبلغ ملك امتى مازوى لى"۔[9]

---

[5]Abū eʿīsā muḥammad bin eʿīsā tirmazī, al-jāmay al-ṣaḥiḥ (Beirūt: dar al-gharab al-islāmī,1998), raqam al-ḥadīth:3193

[6]Imām aʿbdullah bin meḥmōd bin aḥmad nasfī, madārik al-tanzīl wa ḥaqā'q al-tāwīl (Beirūt: dar al-ḥayā' al-turāth al-aʿrbī), 901

[7]Al-nōr:55

[8]Aʿlī bin muḥammad bin ibrāhīm bin uʿmar bin khalīl khāzin, lubāb al-tāwīl fī maʿānī al-tanzīl,360/3

[9]Abū aʿbdullah muḥammad bin yazīd ibn-e-mājah, al-sunan (Beirūt: dar al-kutab al-iʿlmiyah, 1419 A.H), raqam alḥadīth:3207

"زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا گیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب دیکھ لئے عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک ہو گی جہاں تک یہ زمین میرے لئے لپیٹی گئی ہے"۔

4:فتح و نصرت سے متعلق غیبی خبر:

ارشادِ ربانی ہے:

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ، وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا"۔[10]

"جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں"۔

آیت فتح و نصرت اگرچہ ہر فتح کو شامل ہے مگر یہ بالخصوص فتح مکہ کی بشارت اور نبی اکرم ﷺ کے وصال کی اطلاع کے لئے نازل ہوئی[11] جب یہ سورہ اتری اور نبی اکرم ﷺ نے اسے صحابہ کرام کے سامنے تلاوت فرمایا تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رو پڑے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: چچا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، آپ ﷺ نے تو اپنے وصال کی خبر دے دی ہے۔ فرمایا: ہاں! بات ایسی ہی ہے۔ پھر مکہ فتح ہوا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کے پھریرے شرق و غرب میں اڑنے لگے، جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو جزیرہ عرب میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں اسلام نہ پہنچا ہو بلکہ تمام اہل عرب نے اسلام قبول کر لیا پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دار آخرت کی طرف انتقال فرمایا، یوں قرآن کی یہ غیبی خبر ہو بہو پوری ہوئی۔

تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت ہے:

"اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور تمام ہو گیا تو اب رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دنیا میں زیادہ عرصہ تشریف نہ رکھیں گے، چنانچہ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے۔ مروی ہے کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خطبہ میں فرمایا" ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی ملاقات قبول فرمائے، اس بندہ نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اختیار کر لی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ پر ہماری جانیں، ہمارے مال، ہمارے آباء اور ہماری اولادیں سب قربان ہیں"۔[12]

5:حفاظتِ قرآن کی غیبی خبر:

ارشادِ ربانی ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"۔[13]

"بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ خبر ارشاد فرمائی کہ وہ قرآن حکیم کو تمام زمانوں میں تبدیلی اور تغییر سے محفوظ رکھے گا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جملہ اسمیہ کو موکدات سے مزین کیا گیا ہے، چنانچہ قرآن تمام زمانوں میں حسبِ بشارت محفوظ رہا۔ اس کے کلمات میں تبدیلی کی کوئی

---

[10] Al-fatḥa: 1,2

[11] A'lī bin muḥammad bin ibrāhīm bin u'mar bin khalīl khāzin, lubāb al-tāwīl fī ma'ānī al-tanzīl,423/4

[12] Muḥammad bin u'mar bin ḥassan bin ḥussain rāzī, al-tafsīr al-kabīr (Beirūt: dar al-kutab al-i'lmiyah), 346/11

[13] Al-ḥijar:9

گنجائش نہیں، بخلاف دیگر کتابوں کے کیونکہ ان کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ان امتوں کے سپرد کی جن کی طرف یہ کتابیں نازل ہوئیں تھیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے" بما استحفظوا من كتاب الله" یعنی ان امتوں سے ان کتابوں کی حفاظت کا مطالبہ کیا گیا تھا، مگر ان میں تبدیلی اور تحریف واقع ہوگئی یہاں تک کہ ان سے منقول علم قابل اعتماد نہ رہا مذکورہ بالا آیت میں ذکر سے مراد قرآن حکیم ہے۔[14]

بہت سے ملحدوں اور بے دینوں نے بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ قرآن حکیم میں تبدلی اور تحریف کرنے کی زبردست کوشش کی مگر وہ پورا زور لگانے کے باوجود اس پر قدرت نہ پاسکے نہ قرآن کے کسی کلمہ کو بدل سکے اور نہ ہی اس کے کسی حرف کے بارے میں مسلمانوں کو شک میں مبتلا کرسکے، لہذا اس کی حفاظت کا خدائی وعدہ پورا ہوا۔[15] پس اس الٰہی حفاظت قرآن کی رونق وحسن و نظم پر دشمنان قرآن کی رسوائی اور اسے بجھانے کی کوشش ناکام ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے۔

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی کتاب تحریف وتبدیلی سے محفوظ رہی حالانکہ بہت سے ملحدین ومعطلہ بالخصوص قرامطہ نے اس کی محکم آیات میں تبدیلی کی حد بھر کوشش کی مگر وہ اس نور حق کو بجھانے میں ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِه۔تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ"۔[16]

"باطل اس کے سامنے اور اس کے پیچھے (کسی طرف) سے بھی اس کے پاس نہیں آسکتا۔ (وہ قرآن) اس کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے جو حکمت والا، تعریف کے لائق ہے"۔

6: مصائب وغیرہ سے نجات کی غیبی خبر:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ"۔[17]

"تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا"۔

اس آیت میں کئی غیبی خبریں ہیں وہ یہ کہ یمن کے کچھ آدمیوں اور بنی خزاعہ کے کچھ افراد نے اسلام قبول کیا جو نبی اکرم ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد بھی مکہ میں ٹھہرے رہے۔ وہاں انہیں مشرکین مکہ کی طرف سے شدید اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا تو انہوں نے نبی اکرم سے ان مصائب کی شکایت کر بھیجی، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: صبر سے کام لو عنقریب تمہیں ان مصائب سے چھٹکارا کی خوشخبری ملے گی۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کا اذن عطا فرمایا اور حکم جہاد کی آیات نازل فرمائیں جن میں سے آیت یہ بھی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے کفار کو اس مصیبت میں مبتلا کیا کہ وہ قتل ہوئے اہل ایمان کو نصرت غیبی سے نوازا گیا جس سے ان کے سینوں کو شفا ملی یہاں تک کہ انہوں نے مشرکین کی بستیوں کو برباد کیا، انہیں قیدی بنایا، کچھ کو جلاوطن کیا اور ان کے مال واسباب پر قبضہ کیا۔[18]

---

[14] Abū a'bdullah muḥammad bin aḥmad bin abī bakar qurṭabī, al-jāma'y al-aḥkām al-qurān (Beirūt: dar al-aḥyā' al-turāth al-a'rbī), 6/5

[15] A'lī bin muḥammad bin ibrāhīm bin u'mar bin khalīl khāzin, lubāb al-tāwīl fī ma'ānī al-tanzīl,87/4

[16] Ḥm al-sajdah:42

[17] Al-taūbah:14

[18] Imām a'bdullah bin meḥmōd bin aḥmad nasfī, madārik al-tanzīl wa ḥaqā'q al-tāwīl, 428

7: مذاق اڑانے والوں کے انجام سے متعلق غیبی خبر:

ارشادِ ربانی ہے:

"اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ"[19]

"بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں"۔

ان مستہزیین سے مراد وہ پانچ کافر ہیں جو نبی اکرم ﷺ کو شدید اذیت دیتے تھے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالی نے ان کافروں کی ہلاکت کی خبر وقوع کی سے پہلے ہی دے دی جو کہ حسب ارشاد سچ ثابت ہوئی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو ان کافروں کی ہلاکت کی خبر دی اور پھر اللہ تعالی نے ان کو فی الواقع ہلاک کر دیا۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ: وہ مستہزیین جن کے بارے میں آیت "اناکفیناک (الخ)" نازل ہوئی، پانچ اشراف قریش تھے، ولید بن مغیرہ مخزومی، یہ ان کا سردار تھا، عاصی بن وائل اسہمی، حارث بن قیس، اسود بن عبد یغوث الزہری اور اسود بن مطلب بن عبد العزی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان ٹھٹھہ بازوں کی تعداد زیادہ تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: یہ پانچوں کافر ایک ہی رات میں ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس آیت کا مصداق یہ کفار تھے۔ جب ان کافروں نے اذیت رسانی اور استہزاء کی حد کر دی تو جبرائیل امین نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ اس وقت بیت اللہ شریف کا طواف فرمارہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے حکم الہی ہوا ہے کہ میں آپ ﷺ کی کفایت کروں پھر ولید بن مغیرہ گزرا تو عرض کیا: یارسول اللہ یہ کیسا شخص ہے؟ فرمایا، بدترین بندہ۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں نے اس کا بندوبست کر لیا ہے، چنانچہ ولید ایک تیر تراش کے پاس سے گزرا جو تیر کی تراش خراش کر رہا تھا کہ ایک تیر اس کے کپڑوں کے ساتھ الجھ گیا اس نے از راہ تکبر پیچھے مڑ کر اسے پکڑنے کی زحمت گوارہ نہ کی جس سے اس کی ایڑی زخمی ہوگئی پھر اسی سے بیمار ہو کر حالت کفر میں مر گیا۔ پھر عاص بن وائل گزرا تو جبرائیل علیہ السلام نے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ: برا شخص ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں اس کے لئے بھی کافی ہوں۔ وہ سیر کے لئے نکلا اور ایک درہ کوہ میں اترا تو اس کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا جس سے اس کا پاؤں سوج کر چکی کے پاٹ کی مانند ہو گیا۔ دوسری روایت ہے کہ اونٹ کی گردن کی طرح ہو گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ حارث بن قیس سہمی نے نمکین مچھلی کھالی اور اس پر اس قدر پانی پیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور ایک روایت یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے اس کی ناک کی طرف اشارہ فرمایا تو اس کی ناک سے پیپ برآمد ہوئی جس سے وہ مر گیا۔ اسود بن عبد یغوث کے بارے میں جبرائیل علیہ السلام نے دریافت کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: برا آدمی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے اسود کے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میں نے اس کا علاج بھی کر لیا ہے۔ اور پھر اس کے سر کو درخت کے ساتھ ٹکرایا اور اس کے چہرے کو کانٹوں پر رگیدا یہاں تک کہ وہ جہنم واصل ہوا۔ پھر اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ اندھا ہو گیا اس نے اپنا سر دیوار کے ساتھ ٹکرا دیا حتی کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ مرتے وقت اس کی زبان پر تھا مجھے محمد کے رب نے مار ڈالا ہے۔[20]

---

[19] Al-ḥijar: 96

[20] Abū muḥammad ḥussain bin masō'd bin muḥammad baghwī, mua'lim altanzīl (Beirūt: dar al-ma'rifah, 1407 A.H), 48/3

8: نبی کریم ﷺ کے قتل سے محفوظ رہنے کی غیبی خبر:

ارشادِ ربانی ہے:

"وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاس"۔[21]

"اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا"۔

صحابہ کرام دوران سفر آپ ﷺ کی پہرے داری کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پہرہ داری سے منع فرمادیا۔[22] اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قتل سے محفوظ رکھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کے بموجب نبی اکرم ﷺ کو محفوظ رکھا، حالانکہ آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کرنے والے بکثرت لوگ تھے۔ اس طرح کا ایک واقعہ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف ہجرت کی، جب ہم ایک وادی میں جو کہ بہت گھنے درختوں سے معمور تھی، پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے ایک درخت کے نیچے نزول اجلال فرمایا اور اپنی تلوار ایک شاخ کے ساتھ لٹکا دی۔ لوگ وادی میں درختوں کا سایہ تلاش کرنے کے لئے بکھر گئے کہ اچانک ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ اس وقت محوِ خواب تھے۔ اس شخص نے تلوار لے کر آپ ﷺ کو جگایا اور لہراتے ہوئے کہا: "من یمنعک منی" آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ! اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرا اللہ بچائے گا! یہ سنتے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اس پر خوف طاری ہو گیا۔ پھر آپ نے تلوار لے کر فرمایا: اب بتا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ بولا، آپ عمدہ گرفت سے کام لیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے معاف فرمادیا وہ یہ کہتے ہوئے لوٹ گیا، بخدا! میں اس قوم میں شامل نہیں ہو سکتا جو آپ ﷺ سے معرکہ آراء ہو۔[23]

9: فرعون کی لاش کی حفاظت سے متعلق غیبی خبر:

ارشادِ ربانی ہے:

"فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً-وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ"۔[24]

"آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لیے نشانی بن جائے اور بیشک لوگ ہماری نشانیوں سے ضرور غافل ہیں"۔

یہ پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہوئی جب فرعون کی ممی کو دریافت کیا گیا اور اب تک اس کا جسم محفوظ ہے جو لوگوں کے لیے عبرت کا باعث ہے۔

اخبارِ غیبیہ کا اجمالی بیان:

قرآن کی وہ غیبی خبریں جو اللہ تعالیٰ نے گزشتہ زمانوں، برباد امتوں اور بے نشان شریعتوں کے متعلق دی ہیں اور جن کے کسی ایک آدھ قصہ کے بارے میں یہودی علماء میں سے کوئی شاذ و نادر عالم ہی جانتا ہے جس نے اس علم کے حصول کے لئے اپنی عمر صرف کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے انہی غیبی اخبار کو اپنے نبی ﷺ کی زبان پر بے کم و کاست انتہائی مکمل حالت میں جاری فرمادیا جن کی صحت و صداقت کا علماء

---

[21] Al-mā'dah:67

[22] Abō e'īsā muḥammad bin e'īsā tirmazī, al-jāmay al-ṣaḥiḥ, 35/5

[23] Muslim bin al-Hajāj qushairī, al-ṣaḥiḥ (Beirūt: dar al-aḥyā' al-turāth al-a'rbī), raqam al-hadīth:843

[24] Younas:92

کتاب نے برملا اعتراف کیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ امی محض تھے۔ پڑھنا، لکھنا نہیں جانتے تھے۔ نہ کبھی حصول تعلیم میں مشغول ہوئے نہ ہی اپنی قوم سے کبھی غائب ہوئے کہ اس عرصہ میں کسی سے یہ اخبار سیکھ لینے کا احتمال ہو، نہ ہی آپ کی قوم کا کوئی شخص آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک آپ کے حال سے بے خبر تھا، کہ یہ کس طرح آپ ﷺ نے اہل کتاب سے یہ خبریں معلوم کی ہیں، جبکہ اکثر علماء یہود و نصاری آپ سے گزشتہ امتوں کے بارے میں سوال کرتے تھے تو آپ پر قرآن نازل ہوتا اور آپ کا اس میں سے ان کو پڑھ کر سناتے مثلاً انبیاء کرام علیہم السلام کے ان کی امتوں کے ساتھ واقعات و قصص، آپ انبیائے کرام کے یہ قصے انہیں بلیغ عبارات ولطیف اشارات میں بیان کرتے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام وخضر کا واقعہ، یوسف اور ان کے بھائیوں کی داستان اصحاب کہف کا قصہ، ذوالقرنین اور لقمان اور ان کے بیٹے کا واقعہ، اور اسی قسم کے اخبار و قصص جو گزشتہ امتوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہوئے ہیں یوں ہی آغاز آفرنیش کے حالات ارض و سماء اور آدم و حوا کی تخلیق کے واقعات، تورات وانجیل کے احکام و شرائع اور توحید کا بیان، زبور، صحف ابراہیم صحف موسیٰ کے مضامین کا ذکر جن کی کتابی علماء نے تصدیق کی اور جن سے وہ کسی چیز کو جھٹلا نہ سکے بلکہ انہیں ماننے اور اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے تو ان میں سے بعض کو اللہ نے توفیق وہدایت سے سرفراز فرمایا اور وہ عنایت از لیہ کے باعث ایمان لے آئے۔ ان میں سے کچھ ایسے نامزد تھے جن کو اللہ نے ذلیل فرمایا تو وہ حسد اور عناد کے باعث کافر ہوگئے مگر اس شدت حسد وعناد کے باوجود کوئی یہودی یا نصرانی عالم قرآن کی کسی غیبی خبر کا انکار نہ کرسکا حالانکہ انہیں نبی اکرم ﷺ سے شدید عداوت تھی اور وہ آپ کے کلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے زبردست خواہش مند تھے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے عرصہ دراز تک انہیں کتابوں سے ان پر حجت قائم کی، چیلنج کرکے انہیں جھنجوڑا، وہ بھی آپ ﷺ سے بکثرت سوالات کرتے اور اپنے انبیائے کرام کے حالات واخبار، ان کے علوم کے اسرار اور سیرت کے مخفی پہلوؤں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کو زحمت جواب دیتے تو آپ ان کو ان کی پوشیدہ شرائع اور کتابوں کے مضامین سے آگاہ فرماتے۔ مثلاً آپ ﷺ نے انہیں روح، ذوالقرنین اصحاب کہف اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے۔ انہیں شادی شدہ زانی کی سزا کے بارے میں سوال کا جواب دیا کہ اس کی سزا رجم (سنگساری) ہے حلانکہ وہ اس سزا کا انکار کرتے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں کھول کر بیان کیا اور خبر دی کہ سزا تورات میں مذکور ہے۔

خلاصہ:

اس آرٹیکل میں سب پہلے قرآنِ مجید کے اعجاز پر اجمالاً کلام کیا گیا ہے اور اس کے بعد بالخصوص قرآن مجید میں بیان کی گئی غیبی خبروں سے متعلق اختصاصی مطالعہ پیش کیا گیا ہے اور ان اخبار سے متعلق آیات اور ان کی وضاحت کتبِ احادیث وتفسیر سے کی گئی ہے۔

غیبی اخبار میں مسلمانوں کا مسجدِ حرام میں داخلہ، اہلِ روم کی فتح، اصحاب رسول ﷺ کو اخلفاء بننا، فتح و نصرت ملنا، حفاظتِ قرآن، مصائب وغیرہ سے نجات، مذاق اڑانے والوں، نبی کریم ﷺ کے قتل سے محفوظ رہنے اور فرعون کی لاش کی حفاظت شامل ہیں۔

تجاویز:

1: تاریخی اور جغرافیائی تناظر کا مزید جائزہ:

مستقبل کی تحقیقات میں قرآنی پیشن گوئیوں کے تاریخی اور جغرافیائی تناظر کا مزید گہرائی سے جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ مختلف علمی دوروں میں علماء کی تفسیرات کا تجزیہ کرتے ہوئے، یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ کیسے مختلف زمانوں میں قرآنی پیشن گوئیاں ثابت ہوئیں۔

2: جدید سائنسی تحقیقات کے ساتھ موازنہ:

قرآن میں بیان کی گئی پیشن گوئیوں کا جدید سائنسی دریافتوں کے ساتھ موازنہ کر کے دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح یہ پیشن گوئیاں آج کے سائنسی نظریات و تحقیقات سے مماثلت رکھتی ہیں یا ان کی تصدیق کرتی ہیں۔

3: معاصر علمی و فلسفیانہ بحثوں میں شرکت:

اس موضوع پر مزید کام کرتے ہوئے، معاصر علمی اور فلسفیانہ بحثوں میں قرآنی پیشن گوئیوں کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔ ایسے فورمز میں شرکت کر کے جہاں مذہبی نصوص کی پیشن گوئیوں کا جدید دور کے چیلنجوں کے ساتھ تجزیہ کیا جاتا ہے۔